WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف

سُورۃ التکاثر

نام : اس سورت کا نام التکاثر ہے یہ لفظ پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کا ایک رکوع اور آٹھ آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد اٹھائیس اور حروف کی تعداد ایک سو بیس ہے۔

زمانۂ نزول : اگرچہ بعض روایات میں یہ سُورت مدنی ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہی ہُوا۔ یہی قول قرینِ صحت ہے۔

اس کے شانِ نزول کے بارے میں تفسیر عزیزی میں یہ روایت مذکور ہے کہ قریش کے دو قبیلوں بنی عبد مناف اور بنی سہم کے درمیان اس بحث کا آغاز ہوا کہ ان دونوں میں سے اعلیٰ و ارفع کون ہے۔ چنانچہ اپنے حریف پر اپنی فوقیت اور برتری ثابت کرنے کے لیے ہر قبیلہ نے اپنے اموال، اپنی جائیدادیں اور اپنے افراد کی کثرت تعداد کو پیش کیا۔ یہاں تک کہ جو لوگ اس روز سے پہلے مر چکے تھے ان کی قبروں کا بھی شمار کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سُورت نازل فرما کر ان کی اس احمقانہ معرکہ آرائی کی حقیقت کو آشکارا کر دیا۔

مضامین : اس سُورت میں بڑی وضاحت سے ان لوگوں کی نادانی اور کم ہمتی کا پردہ چاک کیا گیا ہے جو ایسی چیزوں پر فخر کرتے ہیں جو فانی ہیں۔ ان اُمور کو اپنے لیے باعثِ عزّ و افتخار شمار کرتے ہیں جو مقامِ انسانیت سے فروتر ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ تم اپنے انجام سے آنکھیں بند کیے ہُوئے دولت کے انبار سمیٹنے میں از حد مصروف ہو۔ تمہیں اتنی فرصت بھی نہیں کہ اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کر سکو۔ لیکن یاد رکھو جب تمہیں موت کا پیالہ پلایا جائے گا تو اس وقت تمہاری بند آنکھیں کھلیں گی اور مستور حقیقتیں عیاں ہو جائیں گی۔ تمہیں جہنم کی وادی پر کھڑا کر دیا جائے گا اس وقت تم پچھتاؤ گے، کفِ افسوس ملو گے لیکن سب بے سُود۔ اگر تم چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہیں شرمندگی اور خجالت نہ ہو تو اب آنکھیں کھولو، ہوش میں آؤ۔ اور فانی لذتوں کے پیچھے بھاگنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دو۔ یہ مال و دولت، یہ فرزند و زن، یہ عزّ و جاہ جس نے تمہیں بدمست کر دیا ہے اور منعمِ حقیقی کی یاد کا چراغ بھی تم نے گل کر دیا ہے۔ یہ تمہیں اسلیے تو نہیں دی گئی تھیں کہ تم سرکش بن جاؤ اور اپنے پروردگار کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرو۔ عقلمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ تم احسان شناس بنتے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ربِّ کریم کا شکریہ ادا کرتے۔ یاد رکھو قیامت کے دن جب تم داورِ محشر کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں باز پُرس کی جائے گی اور تمہیں اس کا جواب دینا ہو گا۔

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ ثَمَانِيْ اٰيَاتٍ

سورۃ التکاثر مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ — اس میں آٹھ آیات ہیں

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳

غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے ۱ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ۲ ہاں ہاں تم جلد جان لوگے ۳

۱ علامہ راغب لکھتے ہیں اللھو مایشغل الانسان عما یعنیہ ویھمہ (مفردات) یعنی جو چیز انسان کو مفید اور اہم امر سے غافل کر دے اسے لہو کہتے ہیں۔

التکاثر: اس کے دو معنی ذکر کیے گئے ہیں۔ مال جمع کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا۔ دوسرا مال و دولت کی کثرت پر فخر کرنا۔

جو لوگ زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں ان کو بڑی اہم اور ضروری چیزیں فراموش ہو جاتی ہیں۔ دولت سمیٹنے کی خواہش جنون کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اس وقت انہیں نہ خدا یاد رہتا ہے نہ موت یاد آتی ہے اور نہ قبر کا وہ تاریک گڑھا جس میں انہوں نے ایک نہ ایک دن آکر فروکش ہونا ہے۔ بس ایک ہی خیال میں مگن رہتے ہیں کہ جیسے بھی بن پڑے زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر لی جائے خدا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے، قوم سے خیانت، اپنے ملک سے غداری، اپنے فرائض کی ادائیگی میں بددیانتی کے جرائم سرزد ہوتے ہیں تو ہوتے رہا کریں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسے بدنصیب لوگ خوفِ خدا اور آخرت کو ہی بھول نہیں جاتے بلکہ وہ پرلے درجے کے خود فراموش بھی ہوتے ہیں۔ اپنی ذات، اپنی آبرو، اپنی شہرت سب کچھ داؤ پر لگا دیتے ہیں اور اکثر یہ بازی ہار جاتے ہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (بخاری) اگر کسی شخص کے پاس سونے سے بھری ہوئی ایک وادی ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کاش اس کے پاس ایک کے بجائے سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوتیں۔ اس کے منہ کو صرف مٹی ہی بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے چشم کرم فرماتا ہے۔ دوسری حدیث میں نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قناعت و سیر چشمی کی یوں تلقین فرمائی ہے۔ مطرف عن ابیہ اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وھو یقرأ الھٰکم التکاثر الآیۃ قال یقول ابن اٰدم مالی مالی۔ ھل لک یا ابن اٰدم من مالک الا ما اکلت فافنیت او لبست فابلیت او تصدقت فامضیت وما سوی ذالک فذاھب وتارکہ للناس (مسلم) مطرف کے والد کہتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت الھٰکم التکاثر پڑھ رہے تھے۔ فرمایا کہ انسان میرا مال میرا مال کہتا ہے۔ اے فرزند آدم کیا تمہارا مال کچھ ہے سوائے اس کے جو تم نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور اس مال کو اپنے لیے آگے بھیج دیا تاکہ قیامت کے دن کام آئے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے تو اسے لوگوں کے لیے چھوڑ کر چلا جائے گا۔

تکاثر کا دوسرا معنی لیا جائے تو آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ الھٰکم ایھا الناس المباھاۃ بکثرۃ المال والعدد عن طاعۃ ربکم وعما ینجیکم من سخطہ علیکم۔ یعنی اے لوگو! تم مال و دولت کی بنا پر فخر کرتے ہو۔ اس چیز نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دیا ہے اور

ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ ﴿٥﴾

پھر ہاں! تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا [۳] ہاں! ہاں! اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے [۵]

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ

تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو۔ پھر (آخرت میں) تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھو گے [۶] پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے

اس چیز سے بے پروا کر دیا ہے جو تمہیں اس کی ناراضگی سے بچا سکتی ہے۔ تم اسی تفاخر میں اتنے مصروف رہتے ہو کہ تمہیں اپنے خالق کی عبادت کی بھی فرصت نہیں ملتی اور نہ تمہارے پاس ایسے کام کرنے کے لیے وقت ہے جن کے باعث اس کے غضب سے اپنے آپ کو بچا سکو۔

[۲] تم اسی دھن میں مست رہتے ہو یہاں تک کہ حیاتِ مستعار کا سورج ڈوب جاتا ہے، موت کا فرشتہ آ کر تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور تم ہمیشہ کے لیے قبر کی آغوش میں لٹا دیے جاتے ہو۔ جو شخص مر جائے اہلِ عرب کہتے ہیں قد زار قبرہ۔ گویا زیارتِ قبر کا لفظ قبر میں دفن ہونے کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

[۳] کلّا زجر و توبیخ کے لیے ہے یعنی جو نادانی کا وطیرہ تم نے اختیار کیا ہوا ہے یہ ہرگز درست نہیں۔ اگر تم اس سے باز نہ آئے اور اس بیہودہ شغل سے دستبردار نہ ہوئے اور ذکرِ الٰہی اور احکام کی بجا آوری کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اسی غفلت کی حالت میں موت آ گئی تو اس وقت تمہیں معلوم ہو گا کہ تم کتنے غلط کار تھے، تم کتنے خسارے کے کاروبار میں مصروف رہے، لیکن اس وقت آنکھیں کھل بھی گئیں تو کیا فائدہ؟ جب فرصت کی گھڑیاں تم نے خود برباد کر دیں۔

[۴] وعید بعد وعید۔ دوبارہ دھمکی دی جا رہی ہے اور تکرار سے مراد تاکید اور تغلیظ ہے، لیکن حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلی وعید سے مراد عذابِ قبر ہے اور دوسری وعید سے مراد عذابِ آخرت ہے۔ دونوں حالتوں کو الگ الگ بیان کیا گیا، تکرار نہیں۔

[۵] یہ بھی زجر و توبیخ کے لیے ہے یعنی اگر تم کو اس بات کا یقینی علم ہوتا تو تم فانی لذتوں، ناپائیدار عزتوں اور دولت و ثروت کے لیے اپنے اوقات کا قیمتی خزانہ اس بے دردی سے نہ لٹاتے۔ تمہارا ہر سانس، ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی، ابدی نعمتوں اور لازوال راحتوں کے حصول کے لیے وقف رہتا۔ لو تعلمون کا جواب محذوف ہے لما الهاكم۔ علم الیقین کا معنی ہے ای علما كعلمكم الامر المتيقن (مظہری) یعنی ایسا علم جو ایک یقینی بات کا ہوتا ہے۔

[۶] قیامت کے دن تم جہنم کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ مومن بھی اسے دیکھیں گے اور کفار بھی لیکن دونوں کے دیکھنے میں بڑا فرق ہو گا۔ فھی للکفار دار وللمومنین ممر۔ کفار کے لیے یہ گھر ہو گا۔ وہ یہیں ٹھہریں گے اور مومنوں کے لیے محض گزرگاہ۔ کئی بجلی کی سرعت کے ساتھ گزر جائیں گے، کوئی ہوا کی تیزی سے اور کوئی پرندوں کی طرح، اپنے اپنے درجات کے مطابق ان کے گزرنے کی رفتار ہو گی۔

ع ۱ ۲۷

يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝۸

اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں ؎

؎ امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ روایت لکھی ہے۔ اس کے مطالعہ سے اس آیت کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ابوبکر و عمر سے ملاقات ہوئی۔ حضور نے فرمایا اس وقت تم دونوں اپنے گھروں سے باہر کیسے آئے ہو۔ دونوں نے عرض کی الجوع یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے پیارے رسول! سخت بھوک لگی ہے۔ حضور نے فرمایا بخدا میں بھی اسی وجہ سے باہر نکلا ہوں۔ حضور دونوں کو ہمراہ لے کر ایک انصاری کے گھر تشریف لے گئے۔ (دوسری روایت میں ان کا نام مالک بن التیہان درج ہے) لیکن وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی نے جب حضور کو دیکھا تو بڑی گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔ حضور نے پوچھا تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انصاری آ گئے۔ جب حضور کو اور حضور کے ساتھیوں کو دیکھا تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کہنے لگے الحمد للہ ما احد الیوم اکرم اضیافا منی۔ الحمد للہ آج روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کے پاس میرے مہمانوں سے زیادہ عزت والے مہمان آئے ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے باغ کی طرف چلا گیا اور کھجوروں کا ایک گچھا توڑ کر لے آیا جس میں پختہ، نیم پختہ اور تر کھجوریں تھیں خدمتِ اقدس میں رکھا اور تناول فرمانے کی التجا کی۔ پھر اس نے چھری پکڑی حضور نے فرمایا ایاک والحلوب۔ شیر دار بکری کو ذبح نہ کرنا۔ پس اس نے ایک بکری ذبح کی اور ان معزز مہمانوں نے اس کا گوشت بھی تناول فرمایا اور کھجوریں بھی کھائیں اور ٹھنڈا میٹھا پانی بھی پیا۔ جب سیر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دونوں یاروں سے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ روزِ قیامت تم سے آج کی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ فاقہ نے تم کو اپنے گھروں سے نکالا اور تم ان نعمتوں سے شاد کام ہو کر اب واپس جا رہے ہو۔

اس آیت میں تمام انسانوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر جو انعام فرمائے وہ اس کا شکر ادا کرنے کی کوشش کریں اور اس بات کو کبھی فراموش نہ کریں کہ ان کے بارے میں ان سے بازپرس ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر قسم کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے اور ہمیں ان کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق مرحمت فرمائے تاکہ جب قیامت کے روز بازپرس ہو تو ہمیں ندامت نہ ہو۔ واللہ ولی التوفیق۔

○